محمد وسیم اختر مفتی

ارقم بن ابوارقم رضی اللہ عنہ

[''سیر وسوانح'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔اس
میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

امکان غالب ہے کہ حضرت ارقم ۵۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام عبد مناف تھا لیکن اپنی کنیت ابوارقم سے مشہور ہوئے۔اسد (ابوجندب) ان کے دادا اور عبداللہ پڑدادا تھے۔ارقم قریش کے ذیلی قبیلہ بنومخزوم سے تعلق رکھتے تھے،کعب بن لوی ان کے آٹھویں جد تھے۔ان کی والدہ تماضر بنت حذیم (امیمہ یا صفیہ بنت عبدالحارث) بنو سہم یا بنوخزاعہ (ابن سعد) سے تھیں۔ابوعبیداللہ ان کی کنیت تھی۔

ارقمؓ قریش کے اہل دانش میں سے تھے،اس کا ثبوت حلف الفضول میں ان کی شرکت سے ملتا ہے۔اس عہد نامے کا پس منظر یہ ہے۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکہ لڑائی جھگڑوں کا مرکز بن چکا تھا۔وہاں کے باشندگان اس صورت حال سے عاجز آچکے تھے کیونکہ ان کے لیے تجارتی سرگرمیاں جاری رکھنا ممکن نہ رہا تھا۔جنگ فجار (۵۸۵ء) کے بعد شہر کو جھگڑوں سے پاک کرنے کی ضرورت زیادہ محسوس ہونے لگی۔اسی اثنا میں یمن کے شہر زبید سے (بنواسد کا) ایک تاجر مکہ آیا اور بنوسہم کے ایک شخص کو کچھ سامان فروخت کیا لیکن اس نے طے شدہ قیمت دینے سے انکار کر دیا۔تاجر جبل ابوقبیس پر چڑھ گیا اور انصاف کے لیے چلانے لگا تب قریش کے بڑے سرداروں کا عبداللہ بن جدعان کے گھر اجلاس ہوجس میں طے ہوا کہ انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے اور مظلوموں کو انصاف فراہم کرنے کے لیے مشترکہ کاوشیں کی جائیں۔پھر شرکا نے حجر اسود کے پاس جا کر عہد کیا اور ایک معاہدہ تحریر کر کے خانہ کعبہ کے اندر رکھ دیا۔اس معاہدے کو حلف الفضول کا نام دیا گیا کیونکہ اس میں فضل نام کے تین

حضرات نے حصہ لیا، اس کی دوسری وجۂ تسمیہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ یہ معائدہ اہل مکہ کے لیے فضائل کا باعث بنا۔ بنو ہاشم، بنو اسد، بنو زہرہ، بنو حارث اور بنو تیم کے قبائل اس عہد میں شریک ہوئے لیکن بنو نوفل اور بنو امیہ نے حصہ نہ لیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، عبداللہؓ بن جدعان اور ارقمؓ بن ابو ارقم حلف الفضول کے ارکان میں شامل تھے۔ حلف الفضول سے عربوں کی زندگی میں کوئی بڑی تبدیلی تو نہ آئی تاہم، ایک مائل بہ جنگ معاشرے میں انصاف کی کرن چمکی، یمن اور دوسرے علاقوں سے مکہ میں تاجروں کی آمد و رفت میں رکاوٹیں کم ہو گئیں۔ اخلاق اسلامی اور حقوق انسانی کی تاریخ میں یہ حلف ایک سنگ میل کے طور پر سامنے آتا ہے۔ آمد اسلام کے بعد بھی کچھ نزاعات اس کی بنیاد پر نمٹائے گئے۔

ارقمؓ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ وہ حضرت ابوبکرؓ کی دعوت پر ایمان لائے، انھی کی نصیحت پر حضرت عثمانؓ مشرف باسلام ہوئے تھے۔ سیدنا عثمانؓ کے خلعت ایمان پہننے کے دوسرے دن ابوبکرؓ ابوعبیدہؓ بن جراح، عثمانؓ بن مظعون، عبدالرحمانؓ بن عوف، ابوسلمہؓ بن عبدالاسد اور ارقمؓ بن ابوارقم کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے، سب نے آپ کے دست مبارک پر بیعت ایمان کی۔ نعمت ہدایت پانے والوں میں ارقمؓ کا ساتواں (یا بارھواں) نمبر تھا۔ پہلی روایت کی تائید ارقمؓ کے بیٹے عثمان کے اس قول سے ہوتی ہے، میرے والد اسلام میں داخل ہونے والے ساتویں شخص تھے۔ ارقمؓ کا گھر کوہ صفا کے دامن میں مشرقی جانب ایک تنگ گلی میں تھا، عام لوگوں کو یہاں آنے جانے والوں کی خبر نہ ہوتی۔ ابتدائے اسلام میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اسی گھر میں نشست فرماتے تھے، تب قریش کی طرف سے ایذاؤں کا خطرہ تھا، اس لیے آپ نے مشرکوں سے مخفی رہ کر دعوت حق کو پھیلایا۔ آپ دار ارقمؓ میں حاضر ہونے والے مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم دیتے اور یہ باہر جا کر آپ کے ارشادات عام کرتے۔ اس طرح دار ارقمؓ کو پہلا اسلامی مدرسہ یا پہلی مسلم جامعہ کہا جا سکتا ہے۔ ۳ نبوی میں جب اہل ایمان کی تعداد اڑتیس ہو گئی تو ابوبکرؓ نے ایمان کا اظہار کرنے پر اصرار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابھی ہم قلیل ہیں، ابوبکرؓ اپنی بات پر زور دیتے رہے تو آپ مسلمانوں کو لے کر بیت اللہ کے گرد پھیل گئے۔ ابوبکرؓ کھڑے ہو کر خطبہ دینے لگے، انھوں نے مکہ والوں کو اللہ و رسول کی دعوت دینا شروع کی تھی کہ مشرکین ان پر اور سامعین اہل ایمان پر پل پڑے۔ عتبہ بن ربیعہ نے اپنی بھاری جوتی اتار لی اور ابوبکرؓ کو پیٹنے لگا، ان کے پیٹ پر چڑھ کر جوتے کے کنارے سے ان کے چہرے پر اتنی ضربیں لگائیں کہ منہ سوج کر کپا ہو گیا اور ناک اس میں چھپ گئی۔ اسی دن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہؓ بن عبدالمطلب اور ابوبکرؓ کی والدہ ام خیرؓ نے اسلام قبول کیا۔ مخلصین اہل ایمان کی تعداد چالیس

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ہو گئی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دار ارقمؓ ہی میں بیٹھ کر دعا فرمائی، اے اللہ! تمھیں عمرؓ بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابوجہل) میں سے جو زیادہ پسند ہے، اس کے ذریعے اسلام کو عزت بخش۔ یہ بدھ کا دن تھا، اگلے ہی روز یعنی جمعرات کو عمرؓ بن خطاب نے گلے میں تلوار لٹکا کر دار ارقمؓ کا رخ کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور چالیس کے قریب صحابہؓ یہاں جمع تھے۔ عمرؓ کا ارادہ سب کو قتل کرنے کا تھا، راستے میں نُعیمؓ بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے کہا، تمھاری بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعیدؓ بن زید مسلمان ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہو چکے ہیں، پہلے ان کی خبر لو۔ عمرؓ نے جا کر ان کو مارا پیٹا لیکن سورۂ طٰہٰ کی آیات سننے کے بعد دل پلٹ گیا۔ اب وہ مسلمان ہونے کے ارادے سے نکلے، خبابؓ بن ارت سے ملاقات ہوئی اور پھر دار ارقمؓ پہنچ گئے۔ عمرؓ مشرف باسلام ہوئے تو یہاں موجود مسلمان باہر نکلے، نعرۂ تکبیر بلند کیا اور بلا جھجک کھلم کھلا بیت اللہ کا طواف کیا۔ ۳ نبوی (٦ نبوی، ہجرت حبشہ کے بعد: ابن کثیر) میں حمزہؓ و عمرؓ کے مسلمان ہونے سے اہل ایمان کو تقویت مل گئی تو اللہ کی طرف سے حکم نازل ہوا، فاصدع بما تؤمر۔ جس (دین متین کی تبلیغ) کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اسے ہانکے پکارے کہہ دیجیے۔ (سورۂ حجر ۱۵: ۹۴) تب دار ارقمؓ کو دار اسلام کہا جانے لگا۔

ارقمؓ مدینہ کو ہجرت کرنے والے اولین مسلمانوں میں شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارقمؓ اور زیدؓ بن سہل (ابوطلحہؓ) یا عبداللہؓ بن اُنیس (ابن کثیر) میں مواخات قائم فرمائی۔ آپ نے دوسرے صحابہؓ کی طرح انھیں بھی مدینہ میں گھر تعمیر کرنے کے لیے قطعۂ زمین عنایت فرمایا۔

ارقمؓ بن ابوارقم نے جنگ بدر میں شرکت کی، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے انھیں ایک تلوار عنایت فرمائی۔ مالک بن ربیعہ کہتے ہیں، مجھے جنگ بدر کے دن بنومخزوم کی شاخ بنوعایذ کی تلوار ملی جو مرزبان کے نام سے مشہور تھی۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت جمع کرانے کا حکم دیا تو میں نے اسے غنیمتوں کے ڈھیر میں ڈال دیا۔ اس میں سے جس نے جو چیز مانگی آپ نے دے دی۔ اس تلوار کو ارقمؓ نے پہچان کر مانگ لیا تو آپ نے انھیں دے دی۔ ارقمؓ جنگ احد، جنگ خندق اور باقی تمام غزوات میں بھی آپ کے شانہ بشانہ شریک رہے۔ آپ نے صدقات جمع کرنے لیے انھیں عامل بھی مقرر کیا۔

ارقمؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ان کا شمار ان چند صحابہ میں ہوتا ہے جنھوں نے کتابت وحی کی۔ ان کی نمایاں تحریر وہ خط ہے جو انھوں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر قبیلۂ بنومحارب کے عُظیم بن حارث کو لکھا۔ ابن عسا کر نے اس کا متن نقل کیا ہے، ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط محمد رسول اللہ کی جانب سے عُظیم بن حارث محاربی کو تحریر کیا جاتا

ہے۔(ملک ہذیل کی وادی نخلہ کا) فخ کی گھاٹی سے لے مجمعہ تک کا چشمہ اسے دیا جاتا ہے۔اس سرزمین میں کوئی اس کے ساتھ نزاع نہیں کرے گا۔ یہ کچھ اور قطعات اراضی ہیں جو فلاں فلاں اشخاص کو دیے جاتے ہیں۔'' کوشش کے باوجود ہمیں پتا نہیں چل سکا کہ یہ خط کب اور کس غرض سے لکھا گیا کیونکہ ابن عساکر کے علاوہ کسی نے اس کا ذکر نہیں کیا،انھوں نے بھی سیاق وسباق نہیں بتایا۔تاریخ اسلامی کے مطالعہ سے محض اتنا معلوم ہوتا ہے کہ غطفان کے ذیلی قبائل بنومحارب اور بنوثعلبہ غزوۂ ذات الرقاع (۴ھ) میں نخل یا نخلہ کی وادی میں مسلمانوں کے مقابلہ پر آئے تھے۔ بنوغطفان جنگ خندق (شوال ۵ھ) میں بھی مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہوئے ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے ایک تہائی باغات کے پھلوں کے بدلے میں ان سے صلح کا معاہدہ تحریر کرایا لیکن سعدؓ بن معاذ کے مشورے پر اسے نافذ نہ فرمایا۔غطفان کی دیگر مہم جوئیوں کا بیان بھی ملتا ہے لیکن بنومحارب اور عُظیم بن حارث کا کہیں تذکرہ نہیں۔ بنومحارب ۱۰ھ میں مسلمان ہوئے۔

ابن حزم نے ارقمؓ کو اصحاب ثلاثہ (وہ اصحاب رسول جن سے تین مرفوع احادیث روایت ہوئی ہوں) میں شمار کیا ہے۔ان کے بیٹے عثمانؓ اور پوتے عبداللہ بن عثمانؒ نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ارقمؓ بن ابوارقم نے بیت المقدس جانے کا ارادہ کیا اور سفر کی تیاری مکمل کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت چاہنے کے لیے آئے۔آپ نے دریافت فرمایا،سفر پر کیوں جا رہے ہو؟ کوئی ضرورت یا تجارت اس کا باعث بنی ہے؟ انھوں نے جواب دیا،یا نبی اللہ! میرے باپ آپ پر فدا ہوں،میری نیت ہے کہ بیت المقدس میں نماز پڑھوں۔آپ نے فرمایا،''میری اس مسجد (نبوی) میں ادا کی گئی نماز مسجد حرام کے سوا باقی تمام مسجدوں کی نماز سے ایک ہزار گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔'' ارقمؓ نے یہ ارشاد سنا تو بیٹھ رہے اور سفر کا ارادہ ترک کر دیا۔

ایک اور مشہور حدیث رسول ارقمؓ کی روایت کردہ ہے،''اس شخص کی مثال جو جمعہ کے دن امام کا خطبہ شروع کرنے کے بعد لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا،ساتھ ساتھ بیٹھے ہوئے دو افراد کو ہٹاتا ہوا مسجد میں داخل ہوتا ہے ایسے ہے گویا کوئی اپنی انتڑیوں کو جہنم کی آگ میں گھسیٹ رہا ہو۔

مشہور روایت ہے کہ ارقمؓ کے والد نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ابن ابی خیثمہ نے انھیں اہل ایمان میں شمار کیا ہے لیکن ابن عبدالبر نے ان کی رائے کو غلط قرار دیا ہے۔ابوحاتم رازی نے عبیداللہ کے بجائے عبداللہ بن ارقم کو ارقمؓ بن ابوارقم کا بیٹا بتایا ہے،ابن عبدالبر کہتے ہیں،یہ بھی ایک سہو ہے،اس کی وجہ یہ رہی کہ ارقمؓ بن ابوارقم نام کے دو صحابہ تھے، ایک بنومخزوم کے ارقمؓ جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں دوسرے بنوزہرہ کے ارقمؓ بن ابوارقم زہری۔عبداللہ ارقم زہری کے

بیٹے تھے۔

خلیفۂ دوم عمرؓ بن خطاب نے ارقمؓ کے ماموں نافعؓ بن عبدالحارث کو مکہ کا گورنر مقرر کیا۔ ارقمؓ عہد عثمانیؓ میں بیت المال کے نگران بھی رہے۔

ارقمؓ بن ابوارقم کی وفات کے بارے میں دوروایتیں ہیں جن میں بیان کردہ سن وفات میں بہت تفاوت ہے۔ ابونُعیم کی روایت کے مطابق وہ ۱۳ھ (۶۳۴ء) میں فوت ہوئے جس دن خلیفۂ اول ابوبکرؓ نے وفات پائی۔ ابن مندہ کہتے ہیں کہ انھوں نے عہد معاویہؓ میں ۵۵ھ (۶۷۵ء) یا ۵۳ء (۶۷۳ء) میں وفات پائی، ابوبکرؓ کی وفات بھی اسی دن ہوئی۔ ارقمؓ کی وصیت کے مطابق جنازہ سعدؓ بن ابی وقاص نے پڑھایا۔ سعدؓ اس وقت مدینہ کی نواحی بستی عقیق میں واقع اپنے گھر میں تھے۔ مدینہ کے اموی گورنر مروان نے کہا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کی میت کو ایک غائب شخص کے لیے روک رکھا جائے؟ وہ خود جنازہ پڑھانا چاہتا تھا لیکن ارقمؓ کے بیٹے عبیداللہؓ نہ مانے۔ بنومخزوم نے ان کا ساتھ دیا۔ اس موقع پر تلخ کلامی بھی ہوئی، سعدؓ آن پہنچے تو قضیہ ختم ہوا۔ اس حساب سے ان کی عمر اسی (یا پچاسی) سال ہوئی۔ ابن عبدالبر نے دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق کی ہے کہ سعدؓ کے والد ابوارقم اور ابوبکرؓ ۱۳ھ (۶۳۴ء) میں ایک ہی دن فوت ہوئے جب کہ ارقمؓ کی وفات ۵۵ھ (۶۷۵ء) میں عہد معاویہؓ میں ہوئی۔ اس طرح ابن ابی خیثمہ کا قول درست ثابت ہو جاتا ہے کہ ابوارقمؓ مسلمان ہوئے اور انھیں نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف بھی حاصل رہا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ارقمؓ بن ابوارقم کی اولاد نرینہ دو باندیوں سے ہوئی، ایک ام ولد سے عبیداللہؓ اور دوسری سے عثمانؓ نے جنم لیا۔ بنواسد بن خزیمہ کی ہند بنت عبداللہ سے امیہ اور مریم پیدا ہوئیں۔ ایک اور ام ولد سے صفیہ کی ولادت ہوئی۔ ابن سعد کہتے ہیں، عثمان بن ارقمؓ سے ارقمؓ کی نسل آگے چلی جب کہ عبیداللہؓ کی اولاد میں سے کوئی نہ بچا کہ سلسلہ چلتا۔

ارقمؓ نے اپنی زندگی ہی میں اپنا گھر بیٹے کو تحفۃً دے دیا اور تاکید کی کہ اسے نہ بیچنا۔ ابن سعد کہتے ہیں، میں نے خود دار ارقمؓ میں تحفے کی یہ دستاویز دیکھی ہے۔ اس میں تحریر تھا، بسم اللہ الرحمن الرحیم، وہ گھر (یا قطعۂ اراضی) جو صفا میں ہے، اس کے بارے میں ارقمؓ کا فیصلہ ہے کہ حرم کے پاس ہونے (اور ابتدائے عہد نبوت میں اس گھر کے اہم ہونے) کی وجہ سے اسے حرمت دی جائے، بیچا جائے نہ وراثت میں منتقل کیا جائے۔ تحریر پر دو اشخاص ہشام بن عاص اور اس کے آزاد کردہ غلام کی گواہی ثبت تھی چنانچہ گھر اسی حالت میں قائم رہا، اس میں ایک قبہ (یا مسجد) بھی تھا۔ ارقمؓ کی اولاد اس میں رہتی رہی یا اسے کرایے پر اٹھاتی رہی لیکن جب یہ ان کے پوتوں کے ہاتھ آیا تو انھوں نے دوسرے

عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور کے آگے فروخت کر دیا۔ ارقمؓ کے پوتے عمران بن عثمانؓ بیان کرتے ہیں، مجھے وہ دن یاد ہے جب ابوجعفر کے دل میں دار ارقمؓ ہتھیانے کا خیال آیا۔ ایام حج میں وہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہا تھا۔ ہم گھر کی چھت پر نصب خیمے میں بیٹھے تھے، ہمارے نیچے اتنے قریب سے گزرا کہ میں چاہتا تو اس کی ٹوپی اتار لیتا۔ مروہ سے اترتے اور کوہ صفا پر چڑھتے ہوئے وہ ہمیں دیکھتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت حسنؓ کے پڑپوتے محمد بن عبداللہ نے منصور کے خلاف بغاوت کی تو اس نے انھیں قتل کرا دیا۔ ارقمؓ کے دوسرے پوتے عبداللہ بن عثمانؓ محمد بن عبداللہ کے ساتھی تھے لیکن بغاوت میں حصہ نہ لیا تھا، اس کے باوجود ابوجعفر نے انھیں بیڑیوں میں جکڑنے کا حکم دے دیا۔ پھر کوفہ سے ایک شخص شہاب بن عبدرب ان کے پاس آیا اور کہا، اگر تم دار ارقمؓ بیچ دو تو میں تمھیں بیڑیوں سے چھڑا سکتا ہوں۔ عبداللہ کی عمر اسی برس سے تجاوز کر چکی تھی اور وہ قید و بند سے عاجز آئے ہوئے تھے۔ پھر بھی انھوں نے کہا، یہ گھر صدقہ کیا ہوا ہے، میرا اس میں صرف ایک حصہ ہے، بقیہ میں میرے بھائی بہن شریک ہیں۔ شہاب نے کہا، آپ اپنا حصہ دے دیں تو ہم آپ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ناچار ہو کر وہ سترہ ہزار دینار لے کر گھر سے دست بردار ہو گئے۔ ان کے بھائی بہنوں کو بڑی رقوم ملیں تو وہ بھی اپنے حصے فروخت کر کے چلتے بنے۔ اس طرح دار ارقمؓ ابوجعفر منصور کے ہاتھ آ گیا۔ منصور کے بعد اس کا بیٹا مہدی خلیفہ بنا تو اس نے اپنی بیوی (اور باندی)، موسیٰ اور ہارون الرشید کی والدہ خیزران کو تحفے میں دے دیا جس نے اس کی تعمیر نو کی اور یہ بیت الخیز ران کہلانے لگا۔ مہدی کا پوتا جعفر بن موسی خلیفہ بنا تو دار ارقمؓ اس کے پاس آ گیا، اس میں مصر کے شطوی اور یمن کے عدنی بھی رہتے رہے۔ آخر کار اسے موسیٰ بن جعفر کی اولاد میں سے غسان بن عباد نے خرید لیا۔ شاہ عبدالعزیز کے دور حکومت میں حرم کی پہلی سعودی توسیع ہوئی تو مسعی (صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کا راستہ) پر چھت ڈال کر دار ارقمؓ کو اس میں شامل کر لیا گیا۔ دار ارقمؓ بظاہر دنیا میں موجود نہیں رہا تاہم اس کی یاد زندہ اور تاریخ تابندہ ہے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، معجم الصحابہ (ابن قانع)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (ابن اثیر)، تاریخ دمشق الکبیر (ابن عساکر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلا (ذہبی)، البدایہ والنہایہ (ابن کثیر)، الاصابہ فی تمییز الصحابہ (ابن حجر)، تہذیب التہذیب (ابن حجر)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ: Montgomery Watt)